

بہ بند امید استواری فرست      یہ غالب خطِ ستکاری دست

محمد کز آئینہ روستے دوست      جزائش نہانت دانا کہ آوست  
 زہے روشن آئینہ ایزدی      کہ دروی نہ گنجیدہ زنگ خودی  
 زراز ہنساں پرودہ برزده      زذوات خدا سحر سے سرزده  
 تناسے دیر سینہ کردگار      بوسے ایزد از خوش امید و  
 تن از نور پا پلودہ سرچشمہ      دے بچو متاب در چشمہ  
 بہر جام از دلشہ جرحہ خواہ      بہر گام از دمنچرخے سربراہ  
 کلاش بدل۔ در فرود آمدن      ز دم جہتہ پیشی بزود آمدن  
 خراش بنگ از قدم نقش بند      برنگے کہ نا دیدہ پائیش گزند  
 ہر دستش کتاد و علم نارسا      بگلکش سوا و دستم نارسا  
 دل امید جابی زیاں نیرگاں      نظر قبیلہ گاہ چہاں نیرگاں  
 بر قمار صحرا گستاں کنے      بگفتار کافر مسلمان کنے  
 بدینا زویں روشنائی دہے      بعینہ ز آتش رہائی دہے  
 بخوبے خوش۔ اندوہ کا وہمہ      بآمرزش امید گاہ وہمہ  
 زبس محسوم پرودہ راز بود      بنزدیکی حق سزا فرزند بود  
 زراز کے کرباوسے سرد سے سرو      صدائیش بودے ز اول بگوش

افق  
 یہ

جنے قبیلہ آدمی زاداگاں      نظر گاہ پیشین فرستادگاں  
 کسائی دہ نسل آدم بچویش      روانی دہ نقد عالم بچویش  
 بلندی دہ کعبہ بالاسے او      گرامی گن سجدہ سیماسے او  
 یمن روشن از پر تور دے او      ختن بستہ چین گیسو سے او  
 زبنت بندگی۔ مردم آزاد کن      جمانے بیک خانہ آباد کن  
 ببحراب مسجد رخ آراسے دیہ      پہ اندیش خوش دودعا گے غیر  
 تو گوی۔ زبس دل ز دشمن رباست      کہ سنگ درش سنگ گن رباست

**نثر فارسی** مرزا کی فارسی نثر کو جو مقدمات میں فارسی نظم سے بہت زیادہ ہے اس بنا پر کہ وہ وزن سے مترا ہے صرف ایشیائی اصطلاح کے موافق نثر کہا جاسکتا ہے ورنہ اگر وزن سے قطع نظر کی جائے تو مرزا کی نثر میں شاعری کا عنصر نظم سے بھی غالب تر معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً کلیات نظم کا دیباچہ اور خانمہ، مہر نیروز کے ابتدائی عنوان، تمام تقریبات اور دیباچے جو لوگوں کی کتابوں پر مرزا نے لکھے ہیں، اور کلمات کا ایک مستند بہ حصہ سراسر شاعرانہ خیالات اور پوٹیکل نظم و نسق پر مبنی ہے۔

تاخرین میں ابوالفضل، طہوری، طاہر وحید، اور جلالا سے طباطبائی بڑے نثر مانے جاتے ہیں۔ مرزا بیدل کی نثر اگرچہ انکی نظم کی طرح ایک دوسرا عالم رکھتی ہے لگروہ بھی اپنی شان اور ان بان میں بی نظیر ہے۔ اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے اور ضرور

تسلیم کرنی چاہئے) کہ مرزائے متاخرین کی طرز انشا پر داری سے استفادہ حاصل کیا ہے تو بھی متاخرین کی نشروں میں مرزائی طرز کا سراع لگانا ایسا ہی ہے جیسا تخی آم میں پیوندی آم کا مراد ہو بڑھنا۔ تقریباً ساٹھ برس گزرے کہ لغتوں کے ایک نہایت لایق آدمی نے مرزائی نشری نسبت یہ بات کہی تھی کہ شیخ ابو الفضل اور مرزا بیدل دونوں کے مختلف اسٹائلوں سے کچھ کچھ مختلف باتیں اخذ کر کے ایک جدا اسٹائل پیدا کیا گیا ہے؛ لیکن جب مرزائی نشر کا ان دونوں کی نشروں سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو مرزائی کوئی ادائگی کی طرز ادا سے میل نہیں کھاتی۔

اگرچہ مقتضای مقام یہ تھا کہ مرزائی نشریں جو خصوصیتیں ہر کو معلوم ہوئی ہیں ان کو یہاں مفصل طور پر بیان کیا جاتا اور ہر ایک خصوصیت مثالوں کے ذریعے سے ناظرین کے ذہن نشین کی جاتی لیکن چونکہ لوگوں کو اس قسم کی تدقیقات سے کچھ دلچسپی نہیں ہے اس لئے ہم اس بحث سے قطع نظر کر کے حسب وعدہ ان اصحاب کی ضیافت طبع کیلئے جنگو فارسی زبان کے ساتھ باوجود اسکی کساد بازاری کے اب تک کچھ نہ کچھ لگاؤ چلا جاتا ہے مرزائی نشروں میں سے بطور نمونے کے کچھ کچھ انعام کرتے ہیں اور ہر کو امید ہے کہ یہ نمونہ اس بات کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ودانی ہوگا کہ مرزائے نشر فارسی میں بھی اسی قدر بلند پایہ ہر پہنچا یا تھا جیسا کہ نظم فارسی میں انکو حاصل تھا۔

اگرچہ مرزائی نشر کو اگلے نامور انشا پردازوں کی نشر پر ترجیح دینا تا دیکھ اسکولین زبان سے ثابت دیکھا جائے ایک بے معنی بات ہے لیکن ہر کو ان لوگوں سے جو وجدان صحیح اور

ذوق سلیم رکھتے ہیں امید ہے کہ وہ مرزائی نشریں ایک عجیب طرح کی لذت اور شوخی اور ایک نئی طرح کا بانگین دیکھیں گے جس سے تمام متاخرین کی نشریں بالکل متوازی ہیں۔ چونکہ مرزائی طرز انشا پر داری سے اکثر لوگ نا آشنا ہیں اس لئے جہاں تک ممکن ہوگا ہم انکی نشریں سے ایسے مقامات اخذ کریں گے جو صاف اور سلیس ہوں اور باہمیہ جہاں مندرت ہوگی کہیں بین السطور میں کہیں برکیٹ میں اور کہیں فٹ نوٹ میں حل طلب مقامات کی شرح بھی کرتے جائیں گے۔

مرزائے تمام فارسی کلام کی الما میں ایک خصوصیت ہے جس سے اکثر لوگ ناواقف ہیں یعنی وہ بعض الفاظ کو تمام اہل زبان اور زبانداروں کے برخلاف دوسری صورت سے لکھتے ہیں مثلاً صد کو صد، شصت کو شست، غلطیدن اور طپیدن کو غلطیدن اور طپیدن، گذشتن اور گذشتن کو گذشتن اور گذشتن، آذر اور تذر کو آذر اور تذر وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ یہ الما ناظرین کے ترو کا باعث تھی اور نیز ہم اس الما کو صحیح نہیں سمجھتے اس لئے اس کتاب میں جہاں کہیں مرزائی کلام نقل کیا گیا ہے وہاں الفاظ مذکورہ قدیم معمولی طریقے کے موافق لکھے گئے ہیں۔

نشر فارسی کا انتخاب

از مہر نیروز

خطاب میں بوس مہر نیروز کے دیباچے میں حمد اور نعت اور مع پادشاہ کے بعد ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ مرحوم کی طرف خطاب کر کے اپنا درد دل بیان کیا ہے اور اس

خطاب کا نام خطاب نہیں ہوس رکھا ہے۔ اسکو کسی قدر عزت و اسقاط کے بعد ہم اس مقام پر نقل کرتے ہیں۔

”قآن شیوہ خاقانا! و خواقین خدا یگانا! رومی آوردن من از عدم بوجود بسودای گہر سنجی و گہر فروشی بود؛ کالا سے پیش بہا سے من درین چار سو روی روائی ندید؛ و متاع گرانایہ مراد میں بازار ازینش ازانی نہ شد؛ ناچار ہرچہ با خویش آوردہ ام۔ چون گویم کہ با خویش ہی برم لیجئے در سفینہ با، و پارہ در سینہ با میگذارم و میگذارم۔ پس ازین آن گنج نمایاں را اگر ہم باو بیروز گویم ہرچہ خاک بخورد گو بخورد۔ سینہ آرزو ہا سے جو ان سیرا مرفن ست، لسنہ مٹکاہ کرم چراغ گور غویاں باد۔“

نیاکان نامہ نگار از تجرین افراسیاب و پتنگ بودہ اند، و فرماندان باقر و فرہنگ فروردین چراغ ہستی نور دیدہ تور بہ باد استین کینہ کینسور و پتنگیاں را روز سیاہ پیش آورد۔ خداوندان اورنگ و در سیم را از ان برگ و ساز با جزئی گندناگون بگفت نماز۔ بہ مرز و بوم بیگانہ روی آوردند، و بدست خرد تیغ زدن ناں خوردند، ہم ازین نیستال ایوان کسار نشین۔ بلجوقیاں دگر بارہ سر با منسروا منسرو گوہر آراستند۔ چرخ گردنہ چنانکہ خوی اوست این نامداران کا دس کوس را نیز از پای افگند۔

در شرب ما خواہش فرودس نجوبی در حبس ماطلج مسعود نیابی

ہم مرزا الکبریک تقریباً ہمیشہ ان غفلوں کے بند شیکے آخیں دویاوت ہوتا ہے نیز اصناف کے بھی تمام کا طرز پر پاسے زائد لاتے ہیں شکر رُو یا سو یا پا اور جالی بلکہ روسے روسے پاسے اور پاسے لکھتے ہیں۔

در بادہ اندیشہ ما در د نہ بینی در آتش ہنگامہ ما دو دنیا بی

از واپسیان این قافلہ نیابے من۔ کہ در ظلم و ما در ارالہنہ، سمرقند شہر، سقط الا اس دے بود۔ چوں سیل کہ از بالا پستی آید۔ از سمرقند بند آمد۔ در دفتر سید شاہ نشان ذوالفقار اللہ میرزا بخت خاں توجیح نوکری شاہش نوشتند، و بر پرگتہ پچاسو برات روزی ڈسے و سپاہش نوشتند۔ پدرم پیشہ پدرب خویش داشت، و ہم در کارزار جاہر گہراشت۔ ہمانا گلبن ثنائے ترانوائیں ذوالیلیلے ہی بایست کہ مرز فرسوخ دوستا نسراے آفریند۔

رباعی

غالب بہ گہر زودہ زاد ششم زان رو بصفایہ دم تعینت دم  
چوں رفت سپہبدی ز دم چنگ شہر شد تیر شکستہ رینا گال مسلم

خاکم مسر کہ بفریب پندار آزادہ روی سخن لا ابالیانہ بردا ختم، و اندازہ ارزش سخن و پایہ ولایتی گوہر خویش نشناختم۔ سینہ من نفسے داشت برواں آسانی نسیمے کہ از نشترن زار روزہ، زیاں زدہ۔ من۔ کہ دم تجز بہ نابایست تزدم۔ و بنان مراطلے بود بہ وجہ باری ابرے کہ از قبلہ خیزد بیدہ کوش۔ من۔ کہ باران بشورہ زار فروردین ختم۔

بایں فروغ گوہر در خشتانی نہاد زین سال سیاہ روز کر اگر روزگار

باقر و فرہنگ بیگانہ، و بانام و تنگ دشمن، با فرمایگان ہمنشیں، و با ادب باش ہمہ تنگ، پای بی راہ پوسے، و زباں بیعزہ گوے، در شکست خویش کردوں را دستیار، و در آزار خویش دشمن را آموزگار، دل پر از خار خار، و دیدہ نشتر نازندہ دستگاہ خود نمایانہ آرایشے، و نہ

سرو برگ آزادانہ آسائیشے۔ سرگذشت ہر کس ہماں فرما تہاے اقصا پذیرتہ سرفروشت  
اوست؛ در آنچه بر من رفت دوستاں را باسن چه جای سرفروش، در ما با دشمنان چہ  
گنجائی بر خاش۔

نگر گشت مرصرو کشتی شکست موج دانا خورد و دریغ کہ نادان چه کار کرد  
پس از پنجاہ سالہ آوارگی کہ تیری ز قمار بن از مسجد و تجانہ گردانگت، و خانقاہ و  
میکہ را بیکہ گرزو؛ بفرود آں قرۃ ایزدی کہ فریدوں را بہ قراب دادگری دل افروخت  
و مرا فرہنگ سخن گستری آموخت؛ ہراں ڈر فرودم آوردند کہ تو نیز ہوں حلقہ چستے ہاں ڈر  
داری، و ہتوانی کہ دیدہ برداری۔ + + + + +

تا ہمسایہ اومیم سپہریاں در سایہ من اند۔ و تا خاک نشین آں درم فرشتگاں در رشک پایہ  
من اند۔ در دل و دیدہ زوشناں جاے من ست، و بر سر ماہ و ستارہ پاسے من۔ درین  
گوشہ گزینی و خوشہ چینی نخست آید رحمتے کہ برین از بالا فرود آمد۔ و دادن خشتگی زمین بوس  
کہماں خدیو خداداں بود۔ دولت روسے آورد، بخت از خواب حبت، و خوشترم روشنی  
گفت، رضواں رضا جوے آمد، چرخ از رفتہ عذر خواست، روزگار از گذشتہ سلی طلبید۔  
نومیدی از تو کہ تو را حق نہ بہ کفر نومیدیم دگر بہ تو امیدوار کرد

کا لبد خاکی مرا چوں پیکر گد باد جانے در میان نیست؛ ہمیں یک دو دمہ سرگشتگی تماشا دارڈ  
مگر عندی لب گلشن تصویرم کہ یوسے گل ز فرمہ ازوسے تو اند میدا یا سبزہ جو خورشیم کہ لایزین

۴۱۱ اس ڈرسے بیان لے ماسکے روزہ ہر روز چہ بار شاد کے پیرتے اور روزانکے مکان میں رہتے تھے ۱۱

ستانہ نیار و حمید بگستگی بیونہ نشا و کس شد، و من از دل بچناں در چکدین ست؛ تا پیونہ  
چہ قدر استوار بود؟ و چہ مایہ بہ زور گستہ اند۔

شعبے با دل دیوانہ کہنتے از من ہوشمند تر ست۔ گفتم کہ اگر گفتار نیرودی بشا و ارم کا گاہ  
بارگاہ۔ عرضہ دارم کہ آئینہ رازم۔ مرا می تو اں زود، و بندہ سخن طرازم۔ مرا می تو اں زود۔  
گفت اسے ناداں این سخن از جاے دگر بود و ہنگام آں گذشت؛ اکوں اگر ہی تو اںی گفت  
بگوسے با کشتہ ام۔ مر ہم می تو اں نہاد، و فرودہ ام۔ جاں می تو اں بخشید۔

رباعی

شاہا ہر چند وہا بہ جوے آمدہ ام دانی کہ چہ مایہ مقرر گوے آمدہ ام  
آہم کہ محیط را بچوے آمدہ ام رنگم کہ بہا را بہ روسے آمدہ ام

اگر چنانکہ بدوران تو ام۔ بروزگار فرزانہ جمشید بودے۔ جمشید روزگار آفرین گنتے؛ و اگر  
بدانساں کہ شناخوان شہرایم۔ فرخ فریدوں راستودے۔ فریدوں چرخ و ستارہ را گوے  
گنتے۔ در اں انجن کہ نزدشت آتش افروخت، و زند آورد، اگر من بدین ہم آفرشتاں  
جاداشتے۔ آذر از ہم من زبانہ تروے؛ و از دلفروزی بیان من کس بشنیدن تر نہ پذیرد  
من ہمیں فرخی بخت کہ چون تو خداوند کار فرماے دارم۔ ہر قدر بر خوشیتن بنازم جادو؛  
سرت گروم؛ تو نیز ہمیں گرمی ہنگامہ نیاز۔ کہ مجموعہ غالب بندہ آتشیں نواسے داری۔ اگر انا  
ہندواد اتقات می دہی۔ جاے مردک دیدہ بین با زکار، و در دل بروی من کتباے۔  
گویند در عہد جہان بانی حضرت صاحبقران ثانی بفرمان آں خسرو در یاد دل۔ کلیم را صدر

بسم و زرع و عمل و گھر سنجتہ اندہ من آن خواہم کہ دیدہ دران را و ستوری دہی تا از کشتش و  
 کوشش زنجند، و یکبار گفتار مرا با کلام کلیم بسنجد۔  
 پریشاں نوائی من در ستائش گفتار خویش اگر خود گزات نباشد، گفتار راست بگستاخی  
 گزاردن ہم از انصاف نباشد۔ آخر نہ ہانم؟ کہ ہر وقت خود را بیچ شمرے، و بیچگاہ بر خود گزائی  
 کما لے خبرے۔ سرستی ذوق برگزیدن این دلا نظر کہ برگزیدہ تست مرا از من برد، و  
 خانہ بے پروا پوسے را بدیں روش و آہنگ بخرائش در امش آورد۔  
 ہانا بلند نامی سلطان دہر در آفاق چشم داشت، کہ چون منے را کہ بجا دیویانی شہرہ آفاقم  
 بگردار گزاری گماشت۔ من خود از ان رو۔ کہ دل و زبان این بیدار مترا آیتہ دار دل و زبان  
 شاہ است۔ دائم کہ انچہ عمدۃ الحکما دیریں بابین فرمودہ۔ فرمان شاہ است۔  
 پادشاہاں را ثنا گفتن نہ کار بہرست دیدہ و رشاہے کہ کار گفتن اندازدین  
 نامہ نگا کہ کردار گزار را بہ تنومندی توفیق سرا انجام خدمت۔ سعادت جاودانی، و خاقان را  
 بہ سایہ سواد این نگارش کہ ظلمات آبجوان ست حیات ابد از زانی باد۔  
 مخترعہ فقرے  
 مرزائے مہر نیرد زمیں جہاں سبب تا ایست کتاب لکھا ہے اسکے آخ میں ہے  
 ظاہر کیا ہے کہ کسٹھی کی معمولی رسم کے برخلاف اگر زمین اپنی طرز بیان کی داد لوگوں سے  
 چاہوں تو یہ کوئی بیجا بات نہوگی بلکہ عین تنقید و تمیز کی بات سمجھی جائیگی اسکے بعد کہتے ہیں۔  
 "کالا شناسی سرائے آن آئین ست کہ کوئی کالا سے خویش از نظر اندازند، و پرکار کشائی را  
 ہمتان تیرے کہ تاریخ نویسی کیلئے مہاکویم اسن، مشرقاں مرحوم نے جوڑ لیا نمایاں اسے مضمون کی طرف اشارہ ہے۔"

ہمتان تیرے کہ تاریخ نویسی کیلئے مہاکویم اسن، مشرقاں مرحوم نے جوڑ لیا نمایاں اسے مضمون کی طرف اشارہ ہے۔

نہ آن دستورست کہ بہر میکے کہ خود کشد عشق نہ بازند۔ مگر بانی ان نقش را کہ خود میرند  
 از اعجاز نبی شمرد؟ و اگر از آن بت را کہ خودی تراشید نماز نمی برد؟ ویزدان را بندہ سپاس مگر اگر  
 باشم اگر قلم را بہ جنبش آفرین نگویم، و از سخن بہ ہر اندیشہ سپاس نہ پذیرم۔ زقار یکب و  
 تہر و دل از دست بیزد، و خرام این رعنا بہت رقص سرست کند، ہاشا کہ خراش  
 کلک بر درق اس نایہ ذوق آگیز تواند بود؛ تیرست کہ بسیندہ در حالت سرستی تصنیف خود  
 بنامی تراہد۔ این پاسی آئینتہ بہ تازی۔ کہ از زمان چیرہ دستی عرب بر عجم در گیتی پدید آمد۔  
 خسروی گنجینہ در بستہ بود کہ خانہ من قفل درش را کلید آمد بہر دین کجاست تا بنگہ در کورس  
 رہر دی کہ ام رہ سپردہ ام، و بہرام کجاست تا فراسد کہ سخن را از کجا کجا بردہ ام۔  
 خسروی بادہ دریں دور اگر خوبی پیش ما سے کہ تہر عد از جابی ہست  
 خود ستانی فرولم، و بند پندار گیل۔ آو خ از ان روزگار کہ از خودی ہناسازی و از کار بازی سہری  
 شد، و داد اتناں بیدا کہ در دوزخیش افزونی چشم و کام بر روان و ہوش رفت۔ از کار و  
 این نگارش سپاس پذیرم کہ بہر و غنق این نقطہ کہ خود را چون سایہ بازیں ہموار ساختہ ام،  
 تا پرداختہ ام۔ و با گنجینہ این نقش کہ چشم دول ذکاہ و نفس باہم آئینتہ ام، تا آگینتہ ام۔ دست  
 از کار ہامی دگر کوتاہ ست، و دل از اندیشہ ہاسے دگر بر کن نہ نامہ نگار۔ کہ از کردار گزاری گفتن  
 در دول رو سے آوردہ بود۔ بازیہ پاسے سخن می آید، و جاوہ کہ نشان دادہ اند سے پیا پید۔  
 مہ تقیم اور احتراق بنجین کی اصطلاح میں دو متقابل لفظ ہیں۔ جلی کسی ستارے کا فاصلہ مرکز کتاب سے۔ دور  
 ہوتے کہتے ہیں کہ ستارہ احتراق میں ہے اور جب یہ فاصلہ ۱۰ تقسیم بنت احتراق کے ۳۰۰ و قدیم ہوتے ہیں کہ  
 ستارہ تقسیم میں ہے اور من ستارے کا تقسیم ہونا اسکی عمر زمین حالت ہے۔

نگرندگان ہمتن چشم باشند دشمنان سر پا گوش  
 طرز واقف نگاری مرزانی ہر خریدتیں جس طریقے سے واقعات تحریر کئے ہیں یہاں دو  
 ایک شائیں اسکی بھی لکھی جاتی ہیں۔  
 خان غلاما خورشید بن سنجید کہ باقرمان قوم نمل ہر روز ہر گیز نامہ رواں داشت  
 و گزیدہ روشے را بہ نامہ بری و سیاہی گری گماشت . فرستادہ آمد ، و جہاں پہلوان قبل خاں  
 راز میں بوسید ، و نامہ سپرد ، و پیام گزارد ، صرف در آشتی بودند در فرود گزاشت .  
 قاجولی بہادر را بجای خود نشانہ ، و ہمسائی نامہ آوردن تیر گام سوسے خطار اندہ  
 فرماندہ آن کشور سران لشکر را پزیرہ فرستاد ، و مہمان را بخوشتریں نشین فرود آورد . دو  
 پادشاہ سپہر بارگاہ بر یک خواں نشستند ، و ناں خوردند ، و راق آشا میدند بگر خورد پیشہ  
 قبل خاں را در اندیشہ گزشتہ باشد کہ مبادا خطایاں زہر بہ بادہ آمیزند ، و بریں رنگ  
 خون مہماں ریزند ، و در ہر نیم میں از آنک مایہ رنگ بہ بہانہ آب تاشین بر دہن آمدہ  
 و بہ شگوفہ کردے ، و خوردہ و آشا میدہ از دہن فرودینتے . چون بزم اندر آمدے  
 و گر بارہ ساغو گرفتے ، و خوردنی از سر گرفتے . خطایاں بہ تکلفت فرماندہ کہ یارب این چہ  
 نیر و مند و زور آور کسے ست کہ از ما بیشتر می خورد و خورش را ہر دے گزانی نیست ، و تے از ما  
 تروں ترمی کشند و ہیشا تر از ما ست . میکشاں دانند کہ چون بادہ پزور دادم خوردہ چہ  
 ہر بار بشگوفہ اندازند نہ آنست کہ مستی ر دے نہ ہد ، و تاب تے در یونی تے منش را ہم بزرگ  
 شے بادہ بر خورد و زور آورد . قبل خاں بریش دارا سے خطا کہ اتناں خاں نام داشت .

از بدو در خاں  
 و با کان  
 از بدو در خاں

گرفت و بسے خود کشید ، و نامہ گرفت . نیز باں خشم فرود خورد ، و نزدیکان خود را کہ ہم کہ  
 از گستاخی باز داشت . بامداداں میہاں آہنگ باز گشت سپرد . نیز باں کہ از بدستی خود  
 سرگراں بود . چنانکہ نیز با ناں دامن میہاں زود از دست نہ ہند ، و آرزو سے دیر ماندن  
 کند . نکر د . کلاہ ہاے گوہر آگیں ، و کر ہاے زریں ، و زرخندہ گیس ہاے بیش بہا ، و پستہ ہا  
 پریناں دیدہ با پیش کشید ، و پیرود کرد . ہنومنہم و ہنومنہم بود کہ بد آموزاں اتناں خاں  
 را از جاسے نزدند . و بران آوردند کہ قبل خاں را از راہ برگردانند ، و بدر گاہ آوردند ، و کالبد  
 را بدشتہ و خنجر از ہم فرود کشایند . سخن بزنی گزارندہ ستارہ از سپہر فرود آردند . بریں کار  
 کہ بست و قبل خاں را بجاہ دریافت ، و بیاز آمدن فریفت . رسیدہ رام نہ شد ، و از  
 راہ برگشت . فرستادہ تھا باز آمد و بفرستندہ خبر داد . بگروہے از گرداں و یکاں خواں  
 رفت کہ جلو گیسو نشتا بند ، و ہر کجا یابند اگر شادی و زادوی نیاید بخواری و زاری آوردند .  
 مگر قبل خاں را برلہ دوستی بود از دود ستودہ سلجوق . بکاشانہ دے فرود آمد . و نام از بہر آسایش  
 آہنگ دوسہ روزہ انجور و دستہ باشد خطایاں شوریدہ متعزراں دہ رسیدند ، و خاں  
 دران خانہ دیدند . سخن بران لاہ ساز کردند کہ خاقان فریب خورد ، و خواست کہ سوسے  
 خطا برگردد . خانہ خدا کہ خورد از ہر قزوں داشت . نہفتہ باد پائے پیش کشید و گفت کہ  
 و گر گون ست ، با رفتن بخفا خود بیچ رو سے روانیت ، ہتہا بدیں گروہ میاویز ، و بریں  
 باد تو سن نام بر نشیں ، و سوسے ایل و اولوس بگریز . ناگزیر بخچاں کرد ، و جان گری میگیوی  
 چہ سخنیکہ بلیغ دہانی و علی سادی ستارہ از سپہر فرود آورد .

برود خطائیاں رو سے باز گشتن <sup>نہ شکر</sup> پئے امید گاہ گاپوسے خویش <sup>بہر دستند</sup> خان  
 پہر آستان نخست بار امش جارسید و خطائیاں سپس با قاجولی بہادر و فرزگان لشکر  
 سیکایش رفت کہ چمی بایر کردہ انجام کار بہ ہمدیدیکہ کہ بہ خواہاں <sup>بہر دستند</sup> راکشند تا از تخمینکہ

کشتند <sup>در وقت</sup> <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup>  
 شہر یاز نفل خاں از یک بانوسے نکو دیدار کہ از قوم تقورات بود شش سپداشت  
 نخستیں و دو میں بہ او گین یر قاق و قولیہ خاں نام آورد و دیگران بہ ناماسے دگر  
 روستاس روزے نخستیں ایس دو برادر نام آورد ناگاہ جنگار گاہ از ہر ماں جدایہ ماند  
 و راہ گم کردہ ہرزہ ہی گردو تانار خانیاں کہ غارتگری پیشہ داشتند و پیرا من قلمرو منول  
 ہموارہ راہی زدند با ایس شہسوار پریشاں ز قاربری خوردند و چون سے دانتہ کہ کیست  
 باسیری می بزند و بالتاں خاں خطائی می سپزند خاں کہوسے روشت فرماں می دہر  
 کہ شاہزادہ برابر خرچہ میں بہ بیخ ہاسے آہنیں برود زیند و تن نازیش از رواں پردازند  
 جناب و نر منولتاں را کہ از پیش رنجور بود بہ بگرتابی ایس دلغ درد افزود چون دانست  
 کہ تاکام ہی نا پید فرد دو میں سپر خویش قولیہ خاں را بہ ہانیشنی گوید و بہ کشیدن انتقام  
 خون بر آورد وصیت کردہ چشم از تاشاسے جہاں پوشید قولیہ خاں تا گین سلیمان  
 بکت آورد بفرام آمدن سپاہ فرماں بنشت فرماں براں و کینہ خواہاں از ہر سو سے  
 پتختگاہ رو سے آوردند

پہر دستن قاقب نمودن امید گاہ گاپوسے خویش <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup>

شہنشاہ دانا دل دیدہ و <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup> <sup>بہر دستند</sup>  
 کہ چون لعل بود سے سرا پا بگر  
 براں شد کہ لشکر فراز آورد  
 ز مردان و گردان و کند آواں  
 بہ جنبش در آورد کہ ہے گراں  
 از ان رو کہ با ایست خونیر شد  
 منش ہا بخوں رہنختن تیز شد  
 دیسراں ز دشمن کشی دم زدند  
 ز دم باد بر روسے پرچم زدند  
 ز تانار تا گردانگشتند  
 بہ بنگاہ خان خطار سختند

التاں خاں دل دوست و عنان و سناں بکار در آورد و خود را با سپاسے از  
 سارہ ہشمار افزوں تر بہ پیکار در آورد کوشید و کوشیدن سودناشت بہ رقم فروری بنام  
 قولیہ خاں کشیدہ بودند شکیبانی گسیل شکستے پر خطائیاں آفتادہ علم ہا و از گوں شد و اندیشہ  
 بگریز بہنوں جہانباں التاں خاں بہ گریختن جاں برد و تن ہاسے خستہ و دلماسے شکستہ  
 از میاں برد ہشہر اند آمد و در بر روسے سپاہ کینہ خواہ بست قولیہ خاں و لشکر انش نہ آنماہ  
 برگ و ساز بہ بیمار بودند کہ راندیشہ گنجد سپاس گزار چرخ و اختر گشتند و گرانبار و سبکشاں  
 برگشتند پادشاہ ہشیم روشنی پیروزی سپاہ و رعیت را صلایے عشرت اندوزی داد ہنگامہ  
 جشن گرمی پذیرفت و بزیم سور آرایش یافت خواہی ہنگامہ گرم کن و خواہی بزیم آراسے  
 مرگ راندہ آں خدنگ بہ کماں ست کہ خطا کند قولیہ خاں رانیز بہنگام خویش ناوک نشان  
 خورد چون سپزنداشت بر تان بہادر جاسے پد را ز برد گرفت بسکہ دیسرو مردانہ بود  
 ہامش از خانانی بہ بہادری در جہاں رفت بروز گار جہانڈاری ایس شہر یاز دلاور ہتی طلب

خرن، سنی قاجولی بہادر سوخت، و سپیش اگر کوچی بر لاس سپیشگری رخ افزودت۔  
 روز سے میاں امیر قرقمن و امیر طراغاسے دربارے ادویس وقتون سخن میرفت،  
 و فرزند فیروزی فرامیر تیمور دلاور با پدر ہم زبان بود۔ پدر از گفتار بازداشتہ خود بشکلی سخن بر سر  
 شد، و دریاں ہنجاہ فرخہ چند بتار گفتار زد کہ امیر قرقمن دران شیرایمانی و کمر افشانی ہمسر  
 دل بست، و باقرین زبان بر کشاد سخن گو سے فرومیدہ ادرایس فرخندہ و ہمدراں بزم او چاکتو  
 ترکان خواہر امیر حسین نیزہ خویشین را بائین دیں و قانون شرع بوسے سپردہ تا خوشی بر  
 خوشیلا و بزمی افزاید، و آمیزشے چون شیر و شکر در میاں آید۔ امیر جہانگیر سے پس از ان  
 پیوستہ با امیر قرقمن در بزم ہمیش ہمدوم و در رزم پیش تاز و پیش آہنگ بودے۔ از  
 نبرد انما یان بر لاس و دلاوران چیتا میر کہ آن دست بردگستے تلگفتی فرودمان سے، و دست  
 مرزاد، گویاں بران دست دبازد آفرین خواندے۔ پس از امیر قرقمن کہ دامادش تعلق تیمور  
 ناگاہ در شکار گاہش کشت۔ جہاں پہلوان تہمتن تواری بہ تنہا دامن بہت والا گرفت، و  
 دستخ زنی و خصم آگلی کارش بالا گرفت۔

ہر چند کہ زشت دنا ستر ایم ہمہ در عمدہ رحمت خدا ایم ہمہ  
 در جلوہ و در چنانکہ ایم ہمہ شایستہ نعت و بوی ایم ہمہ  
 برادر زن صاحبقران ہمایا امیر حسین نیزہ بوسے پیوست، و عمدت کہ ہر چہ از دلک وال

امیر قرقمن نام یکے از آمل سے چیتا میر ۱۲ \* امیر طراغاسے نام پورا میر تیمور ۱۲ ۸ ۲۰ باغی گویا آئینہ آئینا سے  
 معنون کی تہتیر ہے ۱۲

بہادر از  
 امیر  
 تیمور

و برگ و ساز گرد آید بر یکدگر بخش کنیم، و با ہم جز ہمز و با قوم جز از زم، و با خلق جز داد و نوزیم  
 بخوں گرمی این دو گرد دلاور و دو تیسیر مرد ہم گم رنگامہ گرمی پذیرفت، و گزین دستگاہ سے  
 و سترگ سپاہ سے فراہم آمد۔ صاحبقران ناز سادگی بلکہ از آزادگی دل با زبان یکے داشت۔  
 امیر حسین ہموارہ در کین آن بودے کہ انما زرا از میاں بردارد، و بیکسانی علم دارانی افزاد۔  
 از دیدہ دری بگا شہبائے آن نژند اندیشہ نار استی پیشہ سے بر دے، و از فرازنگی و درنگی  
 بر سچگاہ بر دنیا و دے۔

ستم بجاں کج اندیش متیوں کردن خجل ز راستی خویش متیوں کردن  
 روزگار سے دراز تر از رشتہ مطول اہل۔ بالوک طوائف در کبکدار و فریزد ستینہ و آید ز کشت  
 ہنگناں چشم براہ و گوش بر آواز داشتند تا اہل اسفند یار نیزہ و از کدکام سو چشم زخم سیدہ  
 و شہرہ امیر حسین کہ جز بریو و غویو درنگ و نیزنگ کار نمی کرد، و در انما زری و مسازی۔ غنتہ و پارکی  
 و شعبہ ہ بازی شیبوہ داشت۔ نیزنگ سازی اقبال عدو مال صاحبقران کشور ستاں را  
 نازم کہ ہم آں گردہ بے شکوہ را سو سو پاسے بسنگ خوردے، و ہم ایں گرد بے دستہ بردار  
 جا بجا دست از کار رفتے۔ صدرہ اتفاق اقادہ است کہ این نفاق پیشگان خورد دشمن  
 خون گرفتہ را از نژاد چیتا خاں دست گرفتہ بر تکیہ گاو خانی و مرزبانی نشانہ اندا و زودند  
 ویر شیش بر سرش ساندہ اند۔ تنہا سے پلنتاں را مسند و نفع از پنے ہم متیا بود، و سوسا سے  
 سرواں را مانا با لئس و خشت گوارا پس یکدگر آدہ۔

سیر ستارہ و دروش چرخ نیلگون ایما کند ہر آنتہ در فہرہ سب حکیم



آمان آن نیم که پسندم طریق و رسم  
 ز اختر چه شکوه چون بود خردتیم  
 نبود در غیر خوب صفات و شیون حق  
 صلح و نبرد و فتح و شکست و امید و بیم  
 توجیح معنویت گرافضات درستم  
 تشریف خسر و سیت گراطلس و گرامیم  
 از حق بود اخافه هستی بهر صفت  
 جزوایه بود آنچه به سائل دهر کریم

پچنین بارها امیر حسین را از در ماندگی و زبونی کار سخت افتاده است، و سلطان سلیم هم آورد  
 از فراساب همتا - بر لایه گری دسے بخشوده بیاری و یادری دل نماده است. کس باسے  
 ستانی امیر حسین آشکارا بود. همه می دانستند، و خدیو هم و ادا از همه قزول ترمی دانست. و در  
 در خیمه حق پذیر آزریم ناگزیر می گذشتند باشد که مگر این سست مهر خواست نداشت و کردار باسے  
 نگه سیده بگذارد، و جهاندار را در گنبار اقی و جانیاں را سپس به دراز دستی نیانزارد. آن جو بزد  
 رافزه ایزدی کجا که بخشیم و کام نگردد، و راه دانش و داد رود. در آرزوی دل آزریم نداشت،  
 و در بردن ز تشکیب، و در گشتن خلق پر دوا.

تو پار سا طلعی عاشق و من آن ندم  
 کفنه بجلقه او با شش آشکار کشد  
 پایان کار لشکریانش از ناخوشی ستوه آمده آن جوان میر خدا گیر را با هر چهار پیش گرفته آوردند  
 و بخند او ننگار سپه زدند. دارا سے نبرد آزارا سے را آهنگ عاجز گشتی نبود و خون گرمی پاداش  
 (یعنی جوش انتقام) نداشت. می خواست بر ناخوشی بنشیند و گنگانان ناخوشیدنی  
 بنشیند. از ننا و اهل نیم خردش بر خاست. خاصه شاه محمد ز زبان بد نشان، شرح محمد  
 آزریم ناگزیر کیگوار آزریم دردت چاره نباشد \* خدا گریه تشبیه خدا گرفتار شده باشد

بیان سله وز، و امیر کبیر و - که ریش باسے نو و ناسور باسے کمن دشمنند - زخمه تیز تر ز دندان  
 و بنوا باسے خونچکان خونابه نشان قفاں بر آوردند که ماقصاص خوننا سے بخت می خواهم  
 نه انتقام فتنه باسے بگنجه که دالی ولایت آن را بجل تواند کرد. ناگزیر بدین گفتار فرجام گردید  
 بششع حواله رفت. کاراگاهاں و دانش پناهاں خول ریختن فرمودند، و سادات و  
 علما پر گشتن قوتی دادند.

پنداری چون گرفته اینها شنیده باشد در دل اندیشیده باشد که خود را بگرختن  
 از نهنگامه بد برد. و سپس در زاویه گنگامی که همسایه نیستی است روزگار بسیر کرد. از آنجا که سلاح  
 و سلب نداشت سرایمه از جارت، و از خرگاه بر آمده بجنگ سیلی دشت را و گریز پیش  
 گرفت. خون خواهاں بخون گرمی درو سے آوردند، و خویش را که بر دیدن گرم شده بود  
 گراگرم بر زمین ریختند.

توای نیم که مانی ترازه روئی خویش  
 بسبزه که سر از طرف جو نبار کشد  
 فریب مهر ز گردون محو که این به مهر  
 دهر فشار کسے را که در کنار کشد  
 هو اسے تاج شمی هر کرا بود در سر  
 سر سے بدفن شایان تا جدار کشد

شیر خاں را دل در گزید و زبان دگر، به لایه گرمی و فصول گسری پیام آشتی در میان  
 داشت. تا چنان شد که هیچ کس را ستیزه در اندیشه نگذاشت. اناں گل و لانسے که در راه بود و  
 و روز و شب از هر دی - آنے نے از شتایوری - نیاسوده بودند، پیاده آزرده پاسے بود،  
 یعنی از شتایوری گل و لانسے

بیاورد از  
 راجا  
 بجایان

وسوار فرسوده اندام، دستور پشت ریش - فریب دوستی از دشمن خورگال (یعنی ہمایوں) و لشکر پائش کہ فریب از شیر شاہ خورده بودند) دست از غارت و تاراج غنیم کشیدند، و دم اسامیش غنیمت شمردند۔ پایہا بہ جاوہ زہ دامن آشتا شد یعنی پایہا من کشیدہ بخواب رفتند) و پیکر پاچوں صورت و مابہ بہ بستر پیوند پذیرفت۔ سر از بالاش بر یعنی خیزد تا کلاہ و منقر راجہ کندند و پیراہن حریر بر تن گرانست تا چلقہ و جوشن کجا بر بند۔ ہوا نناک بود، و ابر شہ نشاں؛ تیغ در نیام زنگ بست، و نمد زین بر بارگی گران گشت۔ سپیدہ دے کی تیرگی تار تیغ جہاں راستہ و گرفتہ بود۔ <sup>بہنگام ہنگام</sup> ہنگام جوے کیسہ بر غنودگان رخصت مند۔ شکر گف سراگی پدید آمد و طرفہ ہزار ہزار در لشکر افتاد۔ کلاہ از کپک و پارہ روم از ہزار نشاں نمانندند از زخمت خواب جستہ، و بر اسپان بے زین نشستہ، پراگندہ ہر طرف تا مقتند۔ گرد ہے ہر چہ باو باد گویاں سوارہ خود را بدریا زدند، و ہنر دے چند ساحل جویاں پشنا دست پایا زدند۔ تاکہ اماں بزخم دم تیغ و کد اماں بزخم موج زود مرده باشند۔ و کد اماں از طوفان این دو آب (یعنی آب تیغ و آب زود) جاں بسلاست بردہ باشند۔ شہنشاہ بحر و بر (یعنی ہمایوں) ننگ دشت نورد دریا شگاف دینی اسپ، را از فراز ساحل در آب افگند۔ پاسے از کلاہ و عنان از دست و اسپ از خمران بدر رفت۔ و شاہ سوارے۔ کشتا ہاں ہنگام سواری بوسہ بر کابش می زدند۔ غوطہ در آب خورد۔ نظام نام آزادہ از آب کشان لشکر کہ چہاں از خویش اقبال را چشم براہ و گوش بر صد اوشت دینی بے آگہ خیر داشتہ باشند منتظر عروج و اقبال خود بود) و با خویش تن در این اندیشہ کہ از ساحل چوں گذرد بر ساحل جاہشت۔

ہوا خواہانہ ہاں جیتی کہ گوئی گوے دولت برد خود را بآب در زد۔ بارے پراشت کشکالا بیناں ستقاے سخت کوشے بود، و بہ والا دید یعنی آشتایان فرخ سرو شے بود کہ جہا نیاں را از گرداب بدر آورد و بر جہا نیاں منت نهاد۔

از دستینو

اگرچہ مرزا کی نثریں عموماً عربی الفاظ بہت کم آتے ہیں لیکن کتاب دستینو میں جو غدر کے حالات پر مرزا نے لکھی ہے۔ التزام کیا گیا ہے کہ تمام کتاب میں کوئی عربی لفظ نہ آنے پائے۔ یا جو اس سخت التزام کے مرزا نے دستینو میں اپنی طرز خاص اور شاعرانہ ادا اور بامکین کو کہیں ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ چنانچہ غونے کے طور پر دستینو کے چند فقرے اس مقام پر نقل کئے جاتے ہیں۔

دیریں روزگار۔ کہ ہر مزہ را بخوار، و ہر کجا سپاہے بود از سپہدار، سخن پیوندی بگذار و بگوے کہ خود روز و روزگار، برگشت۔ اختر شناسان سپہ پاسے دینی <sup>میں</sup> منجان) بر آتند کہ دران روزگار۔ کہ بزم نازیزد جرد شہر یار پارس از ترکا تازانیاں دہل (عرب) ہم خورد۔ کیواں (ذخمل) و بہرام (تیمیخ) در خرچنگ (برج سوطاں) انجمن آراے و ہنر آرماسے بودند۔ اینک ہاں پایہ (درج) سینہ دہم از خرچنگ چہاں ہم پیوستن گاہے آراے قران) بہرام و کیواں ست؛ وایں شورش و پر قاش و جنگ، و خواری و خواری اندگ و نرنگ، نامایہ (ظہور) آنت۔

دانا میں گفتارے کرؤد؟ آل تا متن لشکرے دیگر بود از کشورے دیگر، وایں بر متن

شکرست از خداوندان شکر چنانکه از داستان باستان پارسیان پارس بهم تماشایی  
 (عدم مشابهت) این دو ستیزه آوریه هویدانی دارد و در آن باره سخن در کیش بود - ایران پارس  
 بقره و فرنگ کیش نو دینی اسلام) فرجام آبادی، و از بنیاد آذربندگی (آتش پرستی) آزادی  
 یافت. در این باره گفتار در آئین است - هندیاں بشپداشت گدام آئین تانہ شادمان  
 باشند؛ پارسیان پنج از آتش یافتند، دیوسے خدا راہ یافتند. ہندیاں دامن دادگراں  
 (یعنی اہل فرنگ) از دست دادند، و شپکچو دام ہمدی دواں (در زندگان) افتادند. نجی بی  
 کہ از دامن تا دام و از دوا دوا چو مایہ دوری است؛ و داد است کہ آرامش (راحت) جز در  
 آئین انگریز چشم داشتن کوری است. زخم تازیانہ تازیان از خوبی آن کیش فرخ (اسلام)  
 مرہے دہشت؛ روزگار در نور و ایس خشکی (یعنی قدر) نجستگی اگر میداشت، بارانہ از دوش  
 دلماے نژند (پریشاں و تباہ) بر میداشت. اگر در اندیشہ راز داناں یہ ہوا نش دوا -  
 انیس پس پیش آمدے (بہبودی) ہست بہن نشاں دہند، و بردل اندو گین بیناک  
 سپاس نند. جمانیاں با جمانان تنیزند، و شکر یاں خون شکر آریاں ریزند؛ و آگاہ  
 شادی و رزند، و بر خوشین تہ لزند. ہاں اسے دانندگان فرزند دھکت الہی (شکرگان)  
 زیان و سوداں ہنگامہ بر آتش خشم خداوند گرم است؛ ورنہ کارزار پارس انجین امید سوز  
 و آرزو گداز نبود.

و چاشنگاہ دوشنبہ شازوم ماہ روزہ و یازوم می سال یک ہزار و ہشت صد و پنجاہ و  
 ہفت تا گرفت در دویار بارہ و بارہ دہلی بجنید و آن جنبش نہیں رافرا گرفت بہن

کوتاہ  
 بیفان  
 دی

ورزیں کز زلزله سنے رود؛ وراں روز جہاں سوز بخت بر گشتہ و گشتہ چند از سپاہ  
 کینہ خواہ میرٹ بشرد آمدند؛ ہمہ بے آرم و شور انگیز، و بخداوند گشتی تشنہ خون انگریز و بیابان  
 دروازہ ہاے شہر کہ پڑوں (علاوہ) از گلوہری و ہم پیشگی تشگفت (عجب نیست) کہ ہم پیش  
 ہم سوگند نیز باشند ہم پاس نمک و ہم پاس شہر گذاشتند، و مہمانان ناخواندہ یا خواندہ را گرای  
 داشتند. آن سواران سرگراں سبک چلند (سبک غناں) و پیادگان تند خوے تیز و چوں  
 در با باز و در باناں را مہمان نوازی یافتند دیوانہ وار ہر سوت یافتند، و ہر کرا از فرمانہاں، و  
 ہر کجا آرا مشگاہ آن جہاں، یافتند تا از گشتند و پاک نہ سوختند روسے از اں سوی بر تافتند  
 شستہ گدایان گوشہ گیر، از بخشش انگریزی توشہ گیر کہ ناں با ترہ و دودغ می خوردند، و دوشہ  
 دور از یکدگر پراگندہ جایجا روزگار بسرے بر تہ دینی رعایاے شہر ہر تیر از تیر شاگردان  
 و از غوغاے دزد در تیرہ شب ہراسندگان، نہ پلار کے دردست، و نہ خدنگے در شست؛  
 اگر راست پرسی این مردم بہر آبادی کوسے و برزن اند، نہ براسے آنگہ بہ آہنگ پیکار  
 دامن بہ مکزند؛ با اینہ از اں رُو کہ راہ آب تیز ز نو بہ خاشاک تو اں بست، دست از  
 چارہ کوتاہ دیدہ ہر کیے در سراسے خویش با تم شست. یکے از اں ماتم زدگان ہم کہ در  
 خانہ خویش بودم؛ چوں غریب و غوغا شنودم تا از تیر و ہوش دم زدم، وراں مایہ رنگ کفرہ  
 بر ہم زدم، آواز و بول غلطیدن صاحب اجنٹ بہادر و قلعہ دار در ارگ، (قلعہ) دودین  
 سواراں و پیاپے رسیدن پیادگان در راستہ بازار از ہر گوشہ و کنار، بلند گشت. بیچ شست  
 خاکے مانند کہ از خون گل انداماں ارغواں زار شد، و بیچ گنج باغے نبود کہ از بے برگی مانا بہ خنہ